بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فون نمبر ۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲۸ نبوت ۱۳۴۳ ہش ۔ ۲۲ رجب ۱۳۸۴ھ ۔ ۲۸ نومبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۷۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۷ نومبر بوقت ۹ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ لیکن شام کے وقت کچھ بے چینی ہو گئی۔ رات نیند بھی دوائی سے آئی۔

احباب حضور کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے

یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ جو بار بار نہیں آتا وہ کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتا

"خدا تعالیٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ زمین کے لئے کس قدر تردد کرنا پڑتا ہے، بیل خریدتا ہے، ہل چلاتا ہے، تخم ریزی کرتا ہے، آبپاشی کرتا ہے، غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہیں بنتا۔

لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتھر پر لکھا دیکھا زرع زرہی زر ہے۔ کھیتی تو کرنے لگا مگر نوکروں کے سپرد کر دی۔ لیکن جب حساب لیا کچھ وصول ہونا تو درکنار واجب الادا بھی نکلا۔ پھر اس کو اس موقعہ پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے لیکن تمہاری بے وقوفی ہے، خود مہتمم ہو تب فائدہ ہو گا۔ ٹھیک اسی طرح پر ارضِ دل کی خاصیت ہے جو اس کو بے غرضی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہیں ملتی۔

یاد رکھو میں جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ ہی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے اس کے لئے کچھ نہیں۔ وہ جیسا تہیدست آیا تھا تہیدست جاتا ہے۔

یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ۔ گویا صحابہؓ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے، خدا کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اسی پر شاہد ہے۔ یہ ایک بِسّر ہے جس کو تھوڑے ہی جو سمجھتے ہیں۔ مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کی امراض تشخیص کر کے حسب موقعہ ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی کی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں وہ تو محروم رہ گئے لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا چلا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ ر فروری ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح محترم سیدہ امۃ الرفیق بیگم صاحبہ اور مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نواسہ ہے — ادارہ الفضل اس تقریب سعید کے موقعہ پر خاندان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے جملہ افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ برکتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

— ربوہ ۲۷ نومبر۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ کو اب پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ آپ مکمل طبی معائنہ اور علاج کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب شفائے کامل و عاجل کے لئے دعا کرتے رہیں۔

— مجلس انصار سلطان القلم کے زیر اہتمام ایک مقابلہ مضمون نویسی بعنوان "اسلام میں عورت کا مقام" ہو رہا ہے مضامین ۲ سے ۳ ہزار الفاظ پر مشتمل ہوں۔ مضامین پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ہے۔

(۲) ۲۷ نومبر کو بعد نماز مغرب مسجد محمود دیں آئی۔ ربوہ تقریری مقابلہ ہو گا عناوین درج ذیل ہیں۔

(۱) عصمت انبیاء

(۲) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۳) صحبت صالحین

(۴) برکات خلافت

ہر دو مقابلہ جات میں زیادہ سے زیادہ خدام شامل ہوں۔ (ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۸ نومبر ۶۴ء

حضرت سیّد احمد شہید علیہ الرحمۃ

مولانا غلام رسول صاحب مہر نے سیدنا حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک ضخیم تصنیف فرمائی ہے۔ آپ نے واقعی اس پر بڑی محنت کی ہے اور ہم اس کی داد دیتے ہیں۔

جہاں تک جماعت احمدیہ اور اس کے پیشوا کا تعلق ہے ہم حضرت سیّد احمد علیہ الرحمۃ کو وقت کا مجدد مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تجدید و احیائے دین کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور باوجود اس کے کہ آپ بظاہر سکھوں کے خلاف جہادِ سیف میں شہید ہو گئے ہم آپ کو اپنے مشن میں سراپا کامیاب سمجھتے ہیں یعنی جس کام کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا تھا وہ آپ پورا کر گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولانا مہر صاحب نے سید علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک ایسا سوال اٹھا رکھا ہے کہ جس سے نعوذ باللہ آپ کی شانِ مجددیت پر سخت ضرب لگتی ہے اور آپ بجائے کامیاب کے نعوذ باللہ سخت ناکام اور نامراد نظر آنے لگتے ہیں۔

ہم تو یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ باوجود شہید ہونے کے جہاد بالسیف میں بھی ناکام نہیں ہوئے تاہم آپ نے الہٰی منشاء کے مطابق تجدید و احیائے دین کا جو کام کیا وہ آپ کے جہاد بالسیف سے بھی اگرچہ یہ بھی عظیم الشان ہے کہیں زیادہ بلکہ بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ آپ نے اس وقت یہاں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا جب عوام و خواص اللہ تعالیٰ کو بھول چکے تھے اور صرف دنیوی جاہ و حشمت کو ہی اپنا بُت بنائے ہوئے تھے آپ نے اس وقت یہاں سنتِ رسول اللہؐ کا پھریرا لہرایا جب مسلمانوں کا سوادِ اعظم طرح طرح کی بدعتوں کے دام میں گرفتار ہو چکا تھا۔ اور ایسی ایسی بدعتی رسومات مسلمانوں نے اختیار کر لی ہوئی تھیں کہ جن کا جواب صرف بُت پرست اقوام ہی مہیا کر سکتی ہیں۔ یہاں تک کہ بیوہ کا دوسرا نکاح گناہ سمجھا جاتا تھا۔ ایسے حالات میں آپ ہی وہ خدا کے منچلے بہادر تھے کہ جنہوں نے سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کا نکاح اس کی رسمی ضد کے برخلاف کیا۔

یہ اور اس طرح کی سینکڑوں اصلاحیں تھیں جو آپ نے ڈوبتے ہوئے اسلامی معاشرہ کو ابھارنے کے لئے کیں اور آپ ہی تھے جنہوں نے ہزاروں لاکھوں دلوں میں از سرِ نو دین کے شعلے بھڑکا دئے۔ حالانکہ ہر بندۂ حق کی طرح منافقینِ دین نے آپ کی سخت مخالفت کی اور آپ پر کفر کے بہ بانگِ بلند فتوے لگائے جن کی گونج ابھی تک سنی جا سکتی ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ تجدید و احیائے دین میں آپ اور آپ کے عظیم الشان رفیقِ شہادت حضرت شاہ اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ نے جو کام کیا اس تک آپکی نظر ہی نہیں جا سکتی اسلئے ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے مہر صاحب نے نہ صرف آپ کے جہاد بالسیف کی مہم کو بھی اپنے اصرار سے داغدار بنا دیا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کو محض سیاسی مہم بنا دیا ہے بلکہ آپ نے جو حقیقی کام تجدید و احیائے دین کے لئے کیا ہے اس پر بھی پردے ڈالنے کی نادانستہ کوشش کر ڈالی ہے۔

مہر صاحب کو اس بات پر اصرار ہے کہ سید علیہ الرحمۃ دراصل انگریزوں کو برصغیر ہند سے نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے اور سکھوں سے جو مٹھ بھیڑ ہو گئی وہ تو محض یونہی ہو گئی تھی۔ اور یہ جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آپ انگریز کے خلاف جہاد نہیں کرنا چاہتے تھے یہ غلط ہے۔ جہاں تک خواہش کا تعلق ہے ہم پہلے بھی مولانا کی خدمت میں عرض کر چکے ہیں دنیا میں کوئی انسان نہیں جو اپنے ملک پر غیر کی حکومت دل سے چاہتا ہو۔ اسی طرح کوئی مسلمان نہیں جو ہندوستان پر جہاں پہلے مسلمان حکمران تھے انگریز کی حکومت دل سے چاہتا ہو۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جنہوں نے انگریز کی حکومت کی تعریفیں کی ہیں تیسری طور پر وہ بھی انہیں چاہتے مگر مہر صاحب کا یہ فرمانا کہ

”اصل مبحث صرف یہ تھا کہ آیا سید صاحب کا جہاد صرف سکھوں تک محدود تھا یا اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ پاک و ہند کو ایسٹ انڈیا کمپنی یعنی انگریزوں کے قبضے سے نجات دلائی جائے؟

اور سکھ محض اس لئے سامنے آ گئے تھے کہ آغازِ جہاد کے لئے جو مقام تجویز ہوا تھا اس میں سکھ سب سے پہلے آ گئے تھے، نیز وہ سرحدی علاقوں پر پے در پے حملے کر رہے تھے اور مسلمانوں کی خاصی بڑی آبادی کی آزادی معرضِ خطر میں پڑی ہوئی تھی۔ اس آزادی کو محفوظ کر دینا بھی ایک ضروری کام تھا۔ اگر سکھ آزادئ وطن کے جہاد میں ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جاتے تو خود ان سے رزم پیکار کی کوئی وجہ نہ ہوتی اور باشندگان علاقہ جات سرحد کی آزادی بھی محفوظ ہو جاتی۔ اس طرح خاصی بڑی قوت فراہم کر کے آزادی پاک و ہند کے لئے قدم آگے بڑھایا جا سکتا تھا۔“

(روزنامہ مشرق مورخہ ۱۱/۲۲/۱۷)

ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ آپ لاکھ قیاس آرائیاں کریں اور ان کی بنیاد لاکھ بطور خود ثابن شدہ حقائق پر رکھیں مگر حقیقت یہ ہے کہ تاریخی واقعات وہی رہیں گے جو ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ سید علیہ الرحمۃ نے انگریز سے نہیں بلکہ سکھوں کے برخلاف جہاد بالسیف کیا۔ جس بات کو مہر صاحب نظر انداز کر جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ سید علیہ الرحمۃ اسلامی شریعت کے پابند تھے اور انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ میں بھی پوری پوری طرح اسلامی شریعت کی پابندی فرمائی تھی ہمارے پاس اس کا ثبوت تاریخ کے ٹھوس واقعات ہیں۔ محض آپ کے عزائم کیا تھے ہم مان لیتے ہیں کہ آپ کے دلی عزائم اس سے بھی زیادہ تھے جو مہر صاحب ثابت کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں آپ کے عزائم نہ صرف برصغیر سے انگریز کو نکالنا تھا بلکہ تمام دنیا پر اسلام کا پرچم لہرانا تھا۔ اور یہ عزائم ہیں جو ہر مسلمان کے ہونے چاہئیں مگر اسلام بہ بانگِ دہل یہ بھی کہتا ہے کہ

الفتنۃ اشد من القتل

یعنی فتنہ قتل النفس سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے۔ اس لئے ہم کو اس روائت کے ماننے میں کوئی حرج نہیں جو سید علیہ الرحمۃ کے متعلق بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ جب کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھوں سے لڑنے جا رہے ہیں، ہمیں انگریزوں سے کیوں نہیں لڑتے تو آپ نے فرمایا کہ ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں نہ کہ بلوہ۔ یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے شرائط کو پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہتے تھے۔

مہر صاحب اپنے اصرار میں کس قدر بڑھ گئے ہیں اوپر کے حوالے ہی سے ظاہر ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ سکھ اگر آپ کے ساتھ مل جاتے تو آپ کو سکھوں کے ساتھ لڑنے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ مہر صاحب نہیں جانتے کہ انہوں نے اس سے حضرت سید علیہ الرحمۃ پر کیا ظلم ڈھایا ہے۔ وہ قوم جس نے پنجاب میں مسلمانوں کی جان عذاب میں کر رکھی تھی۔ جس نے مسجدوں کو طویلے بنا دیا تھا اور بعض مسجدوں کو گوردواروں میں تبدیل کر رکھا تھا جنہوں نے مسلمانوں کی عصمت و عزت کو خاک میں ملا رکھا تھا مہر صاحب کے نزدیک ان کے خلاف جہاد دراصل جہاد نہیں تھا بلکہ آپ نے یہ سارا تردد محض ان کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے کیا تھا، تا کہ ان کو ساتھ ملا کر انگریز کو پاک و ہند سے نکال دیا جائے۔ وہ انگریز جنہوں نے پنجاب فتح کر کے مسلمانوں کو اس مصیبت سے رہائی دلائی تھی۔ افسوس کہ مہر صاحب نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اور واقعات سے اتنا سبق بھی حاصل نہیں کر سکے کہ قدرتِ خدا کا ہاتھ کدھر جا رہا ہے اور آپ کی خالی خولی قیاس آرائیاں آپ کو کدھر لے جا رہی ہیں۔ کاش یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر بھروسہ رکھتے اور دیکھتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ موسیٰؑ کی پرورش کرتا ہے۔

ہمیں اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت نہیں تھی مہر صاحب اپنی الجھنیں سلجھاتے رہیں ہمیں اس سے تعرض نہیں لیکن افسوس ہے کہ آپ نے اسی مضمون میں جماعتِ احمدیہ اور اسکے پیشوا پر ناحق حملہ کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”یہ ویسی ہی وضعِ جنہ ہے جیسی یہاں کی ایک اور جماعت پہلے اختیار کر چکی ہے۔ اس جماعت کے پیشوا نے دولتِ انگلشیہ کی مدح سرائی کمال پر پہنچا دی اور یہ خیال نہ کیا کہ انگریزی حکومت یہاں سے جا بھی سکتی ہے وہ چلی گئی تو انگریزوں کی مدح سرائی نہ چھپائی جا سکی۔ نہ کسی معقول و غیرت مندانہ مسلک میں اسے کھپا دینے کی گنجائش تھی۔ لہٰذا یہ کام رہ گیا کہ سید صاحب کے اس مسلک کو اپنے لئے سائبان بنایا جائے جو مولانا محمد جعفر تھانیسری اور میرزا حیرت نے پیش کیا تھا۔ چنانچہ ہر لحظہ اسی کے خیر مقدم کا اضطراب نمایاں ہے۔ اور مولانا محمد جعفر تھانیسری نیز میرزا حیرت کی کتابوں ہی کو مستند قرار دینے پر اصرار ہے۔ نہ اس لئے کہ سید صاحب واقعی قابلِ قدر تھے۔ شاہ اسمٰعیل نے اور انکے رفیقوں نے واقعی قابلِ صد احترام کارنامے انجام دئے۔ صرف اس لئے کہ اسی مسلک میں جماعت کے لئے پناہ کا انتظام ہو سکتا ہے۔“ (ایضاً)

مہر صاحب کے دل میں اگر ذرا بھی خوفِ خدا ہوتا تو وہ جماعتِ احمدیہ پر چلتے چلتے ایسے چٹے ہوئے فرسودہ اعتراضات نہ کرتے جو محض جماعت کے خلاف اشتعال انگیزی کے خدا ناترس مخالفین کرتے رہتے ہیں۔

(مزید)

حضرت ممانی جان رض

محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

(۴)

حضرت میر صاحب کے انتقال کو ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ زمین کا تختہ الٹ گیا۔ عالم کا نقشہ بدل گیا، اور ملک ایسے ہولناک اور خونی انقلاب سے دوچار ہوا جس کی بھی کوئی نظیر موجود نہ تھی۔ ہندوستان کا برصغیر دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک کا نام پاکستان قرار پایا اور دوسرے کا بھارت۔ اکثریت نے اقلیت پر وہ ظلم ڈھائے کہ اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ تاڑ کر رکھ دیئے۔ قتل و غارت اور سفاکی و بے رحمی کا ایسا ہولناک طوفان برپا ہوا کہ اسے دیکھ کر ظلم و استبداد کا سخت دل دیو بھی کانپ اٹھا۔ انسانیت مرگئی اور وحشت و بربریت کا خوفناک عفریت جاگ اٹھا۔ قادیان کی مقدس بستی زبردستی بھارت میں شامل کر دی گئی جس کے باعث وہاں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہوگیا۔ اور ناچار ان کو وہاں سے ہجرت کرکے پاکستان آنا اور ربوہ بسانا پڑا۔ ربوہ سے پہلے پاکستان میں ہمارا مرکز رتن باغ لاہور تھا جہاں تقسیم ملک کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی قادیان سے تشریف لاکر مقیم ہوئے تھے۔

جلد ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حکم کے تحت حضرت ممانی جان بھی الصفہ چھوڑ کر رتن باغ چلی آئیں لیکن میں وہیں رہا۔ مگر ستمبر ۱۹۴۷ء کو مجھے بھی مجبوراً قادیان سے لاہور آنا پڑا۔ اور الصفہ ہمیشہ کے لئے چھوٹ گیا۔ صد ہزار افسوس۔

لاہور آکر میں نے حضرت ممانی جان رض سے اپنی عزیزہ حور بانو کو بلانے کے لئے کہا۔ جو قادیان میں بیاہی ہوئی تھی۔ حضرت ممانی جان رض نے حضرت صاحب سے اس امر کی پرزور سفارش کی اور حضرت صاحب نے ازراہ ہمدردی حور بانو کے فوراً بلانے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ حور بانو اس کی والدہ اور اس کی چھوٹی بہن تینوں بخیریت جلد رتن باغ پہنچ گئیں۔ حضرت ممانی جان رض نے نہایت عالی حوصلگی کے ساتھ خود بے سروسامان ہوتے ہوئے ان تینوں کی رہائش اور کھانے پینے کا انتظام فوری طور پر کرادیا۔ اور ان سے بڑی ہی ہمدردی سے پیش آئیں۔

تھوڑے دنوں بعد نومبر ۱۹۴۷ء میں میری اہلیہ اور ہماں کے بعض غیر احمدی رشتہ دار بھی پانی پت سے لاہور پہنچ گئے۔ حضرت ممانی جان رض نے ان سب آنے والوں کو بھی بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ رتن باغ میں پناہ دلوائی۔ اور ان کی خوراک کا بھی باقاعدہ انتظام کرادیا۔ یہ سارا قافلہ چار ماہ تک رتن باغ میں حضرت ممانی جان رض کے زیر سایہ مقیم رہا۔ اور وہ سب سے کمال ہمدردی کے ساتھ پیش آتی رہیں۔

فروری ۱۹۴۸ء میں رام گلی کے محلہ میں مجھے ایک مکان الاٹ ہوگیا۔ تو میں اپنے اہل و عیال اور حور بانو کو لے کر وہاں چلا گیا مگر میرے بعض غیر احمدی رشتہ دار پھر بھی حضرت ممانی جان ہی کے پاس رہے۔ اور وہ ان کی پوری طرح خبر گیری کرتی رہیں۔

رام گلی میں آجانے کے بعد ہمارا اور ممانی جان کا تعلق قطع نہیں ہوا۔ میری اہلیہ سے حضرت ممانی جان رض کو اتنی دلبستگی اور محبت ہوگئی تھی کہ وہ ہفتہ میں دو تین پھیرے ضرور رتن باغ کے کیا کرتی تھیں۔ اور آمد و رفت کا یہ سلسلہ اس وقت تک برابر قائم رہا۔ جب تک حضرت ممانی جان مستقل طور پر ربوہ تشریف نہ لے گئیں۔ لیکن ممانی جان کے ربوہ چلے جانے کے باوجود محبت و مودت کا یہ رشتہ منقطع نہیں ہوا اور میری اہلیہ ہمیشہ ان سے ملنے کے لئے ربوہ جاتی رہیں۔ حضرت ام المومنین بھی اکثر میری اہلیہ کو لاہور سے ربوہ بلوایا کرتی تھیں۔

جب ۲۹ جنوری ۱۹۶۳ء کو میری اہلیہ کا انتقال ہوا تو اس کا حضرت ممانی جان کو بہت ہی سخت صدمہ ہوا۔ انہوں نے دو خط انتہائی رنج اور افسوس کے مجھے لکھے اور خود بھی لاہور تعزیت کے لئے تشریف لائیں۔ اس سے پہلے جب ۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو میرے لڑکے محمد احمد کے انتقال کی خبر ان کو ملی تو حضرت ممانی جان رض نے تار کے ذریعہ سے مجھے تعزیت دی۔ اور بعد میں بے حد رنج بھرا خط بھی لکھا اور پھر خود بھی لاہور آئیں۔

غرض کون کون سے واقعہ کا ذکر کروں مختصر یہ ہے کہ ہر موقعہ پر حضرت ممانی جان رض نے میرے ساتھ میرے اہل و عیال کے ساتھ اور میرے رشتہ داروں کے ساتھ خلق و مروت برتنے، احسان و سلوک کرنے اور نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جو زبان سے کہا تھا، عمل سے کرکے دکھادیا۔ اور جو تعلق شروع میں قائم ہوا تھا اسے آخر تک نبھایا۔ افسوس ایسے پاک فطرت اور نیک طینت وجود اب کہاں۔

ربوہ چلے جانے کے بعد ان کی حالت

یہ تھی کہ پندرہ دن کی بھی دیر میری طرف سے خط بھیجنے میں ہو جاتی تھی تو فوراً مجھے خط لکھتی تھیں کہ عرصہ سے تمہاری خیریت معلوم نہیں ہوئی فوراً اپنے حال سے مطلع کرو۔

جب پہلی مرتبہ بیمار ہو کر لاہور آئیں اور میو ہسپتال میں داخل ہوئیں تو میں اکثر مزاج پرسی کے لئے جاتا رہا۔ جب آخری دفعہ ہسپتال میں آئیں تو مجھے پتہ نہیں لگا۔ اس پر کئی مرتبہ اپنی بیٹیوں سے کہا کہ اسمٰعیل کو خبر نہیں ہوئی ورنہ وہ میری طبیعت پوچھنے ضرور آتا۔ اسے خط لکھ دو۔ لیکن بیماری کی پریشانی اور علاج معالجہ میں مصروفیت کے باعث کوئی لڑکی مجھے خط نہیں لکھ سکی۔ پندرہ سولہ دن کے بعد جب مجھے پتہ لگا تو میں شام کو شفاخانہ گیا مگر اس وقت وہ بے ہوش تھیں۔ اور صد ہزار افسوس کہ اسی رات ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے رات کے ڈھائی بجے اس عظیم سانحہ کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت قلب کی جو کیفیت ہوئی بیان سے باہر ہے۔ میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔ اور میں بڑے ہی افسوس اور حسرت کے ساتھ خیال کرنے لگا۔ کہ آج حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے ساتھ پورے پچاس برس کے تعلق کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر بعد میں عزیزہ حور بانو کے ہاتھ (جب وہ تعزیت کے لئے ربوہ گئی) حضرت ام متین مریم صدیقہ نے مجھے یہ کہلا بھیجا کہ جب آپ ربوہ آیا کریں تو میرے ہی ہاں ٹھہرا کریں اور جس طرح میری والدہ مرحومہ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اب بھی اسی طرح تشریف لایا کریں۔ اور بعد میں اسی مضمون کا انہوں نے مجھے بھی خط لکھا۔ تو اس وقت مجھے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سعادت مند اور لائق بیٹی کو اس کے مقدس باپ اور اس کی محترم والدہ کے ساتھ محبت، مودت اور عقیدت کا تعلق رکھنے والے افراد کا خاص طور پر پاس و لحاظ ہے۔ مگر اس اطمینان کے باوجود جو قلق اور رنج مجھے حضرت ممانی جان رض جیسی فرشتہ خصلت خاتون کی رحلت کا ہے اس کا زخم کبھی مندمل نہیں ہوگا۔ میں ہمیشہ ان کے احسانوں ان کی عنایتوں اور ان کی شفقتوں کو یاد کروں گا۔ اور خون کے آنسو روؤں گا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

لا الٰہ الا اللہ

نسیمِ باغِ جناں لا الٰہ الا اللہ
دمِ مسیح دماں لا الٰہ الا اللہ

اُٹھے ہیں کیسے مؤذن کہ گونج اُٹھی ہے
صنم کدوں میں اذاں لا الٰہ الا اللہ

دیارِ غرب کے دانشورو ذرا سوچو
کہاں صلیب کہاں لا الٰہ الا اللہ

فساد و فتنہ و غارت ہے کثرتِ اصنام
سلام امن و اماں لا الٰہ الا اللہ

خدا کے نام سے جمہوریت کا نعرہ مت
بدل صنم بزباں لا الٰہ الا اللہ

— تنویر

ایک سوال کا جواب

(محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری)

ایک صاحب دریافت کرتے ہیں کہ اپنی تحریرات میں آپ کی "نبوتِ مطلقہ" سے کیا مراد ہوتی ہے؟

الجواب:- اس کے جواب میں واضح ہو کہ نبوت کا جو تصور شریعتِ جدیدہ کے بغیر ہے اس تصور سے میرے نزدیک نبوتِ مطلقہ مراد ہوتی ہے کیونکہ نبی دو قسم کے ہوتے ہیں بعض تشریعی اور بعض غیر تشریعی اور یہ دونوں نبی ہوتے ہیں۔ اس لئے نبوت کا تصور شریعت سے الگ ہوگا۔ ہاں شریعت اس کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے اور شریعت سے الگ نبوت کا جو تصور ہے اسی کو نبوتِ مطلقہ کہتے ہیں۔ تشریعی نبی کو نبوت مطلقہ بقید شریعتِ جدیدہ حاصل ہوتی ہے۔ اور غیر تشریعی نبی کو نبوتِ مطلقہ شریعتِ جدیدہ کے بغیر حاصل ہوتی ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

ماکان لبشر ان یؤتیہ
اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ
ثم یقول للناس کونوا
عباداً لی ولٰکن کونوا
ربانیین۔ الآیۃ
(آل عمران ع)

یعنی کسی بشر کی یہ شان نہیں ہے کہ خدا اسے الکتاب، الحکم اور النبوت دے تو وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم میرے پرستار بنو بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ تم ربّانی (خدا کے پرستار) بنو۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ الکتاب الحکم اور النبوۃ تین الگ الگ امور ہیں نہ کہ ایک ہی امر۔ کیونکہ ان تینوں کا واؤ عاطفہ کے ذریعہ ایک دوسرے پر عطف کیا گیا ہے اور عطف گونہ مغائرت کو چاہتا ہے نہ کہ ایک ہی امر کو۔ پس النبوۃ کا جو تصور الکتاب کے بغیر ہو یہی امر نبوتِ مطلقہ ہوگا۔ واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے امورِ غیبیہ کثیرہ پر اطلاع دیا جانا نبوتِ مطلقہ ہے۔

حضرت محی الدین ابنِ عربی علیہ الرحمۃ نبوتِ مطلقہ کے مقام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

المقربون مقامھم
بین الصدیقیۃ
والنبوۃ التشریعیۃ
وھو مقام جلیل جھلہ
اکثر الناس من اھل
لمر یقتنا کابی حامد
وامثالہ لان ذوقہ
عزیز وھو مقام النبوۃ
المطلقۃ۔
(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صـ۱۱)

"یعنی خاص مقربین کا مقام صدیقیت اور نبوتِ تشریعیہ کے بین بین ہوتا ہے اور یہ ایک بڑا مقام ہے جس سے ہمارے طریقے کے اکثر لوگ جیسے ابی حامد وغیرہ ناواقف ہیں کیونکہ اس کا ذوق بہت کم ہے۔ اور یہ نبوتِ مطلقہ کا مقام ہے۔"

پس نبوتِ مطلقہ صدیقیت اور نبوتِ تشریعیہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ اور نبوتِ مطلقہ کے مقام کا تصور شریعت کے تصور سے الگ ہوگا۔ ہاں جب شریعتِ جدیدہ کی ضرورت ہو تو یہ ملتی اسے ہی ہے جو نبوتِ مطلقہ کا حامل ہو۔ نبوتِ مطلقہ نہ رکھنے والا انسان شریعت جدیدہ کا حامل نہیں ہو سکتا۔ شریعتِ جدیدہ نبی کے لئے ذاتی امر نہیں بلکہ ایک عارضی امر ہے اسی لئے کسی نبی کو شریعتِ جدیدہ ملتی ہے اور کسی کو نہیں ملتی۔ مگر یہ دونوں عند اللہ نبی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ انکا نام نبی رکھا ہے۔

مطلق ایک ایسے امر کو کہتے ہیں جس کی آگے تقسیم ہو سکے اور وہ جنس کی حیثیت رکھے جس کی آگے انواع میں تقسیم ہو سکتی ہو۔ اس طرح نبوتِ مطلقہ ایک جنس ہے جس کی انواع ہو سکتی ہیں اور یہ تین قسموں میں منقسم ہے۔ قسم اوّل نبوتِ تشریعیہ۔ قسم دوم نبوتِ غیر تشریعیہ مستقلہ۔ قسم سوم نبوتِ غیر تشریعیہ ظلیہ یا امتی نبوت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو قسموں کے نبی گزرے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد آپ کی مہرِ نبوت کے فیض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

"اسباب پرستی، پتھر پرستی سے بڑھ کر ہے پتھروں کی پوجا اگر محرقہ ہے تو اسباب پرستی تپ دق ہے جس نے دنیا کو ہلاک کر دیا ہے یاد رکھو جو اسباب میں دل لگاتا ہے وہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

(حضرت مسیح موعودؑ)

قرآن و سنت

(مکرم نذیر احمد صاحب خادم)

اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول حضرت محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات و فرمودات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کی حقیقی فلاح و کامیابی، اتحاد و یکجہتی اور عروج و کمال کا انحصار قرآن و سنت کی پیروی میں مضمر ہے اور اسی پر ان کے ایمان و نجات اور دنیا کے امن و سکون کا دارومدار ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:-

وننزل من القراٰن
ماھو شفاءٌ ورحمۃٌ
للمؤمنین۔
(بنی اسرائیل رکوع ۹)

کہ "ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو کہ مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہیں۔"

نیز فرماتا ہے:-

انّ ھٰذا القراٰن یھدی
للتی ھی اقوم۔
(بنی اسرائیل رکوع ۱)

کہ "یقیناً یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔"

اسی طرح فرمایا:-

لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃٌ حسنۃٌ۔ الخ

یعنی "یقیناً تمہارے لئے رسول اللہؐ کی زندگی میں بہترین نمونہ اور مثال ہے۔"

پھر رسولِ کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زبانِ مبارک سے مومنین کے لئے ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:-

قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ

(کہ اے نبیؐ ان کو خبردار کر دیجئے) کہ اگر تم محبتِ الٰہی کے دعوے دار ہو تو میرا اتباع کرو۔ (نتیجہ یہ ہوگا کہ) خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔"

پھر ہادیٔ برحق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے افراد کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

لا یؤمن احدکم حتّٰی
یکون ھواہ تبعاً لما
جئت بہ۔

"کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی تمام خواہشات و جذبات کو اس شریعت کے تابع نہ کر دے جو میں لایا ہوں۔"

مذکورہ بالا ارشاداتِ باری تعالیٰ اور فرموداتِ رسولؐ سے یہ امر پوری طرح عیاں ہے کہ قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کا قول ہے اور اس کا عملی اظہار رسولِ خدا کی سنت ہے۔ یعنی جو اوامر و نواہی قرآنِ حکیم میں بیان ہوئے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال ان کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول کریمؐ کے اخلاق و اعمال کیسے تھے؟ آپؓ نے جواب میں فرمایا

کان خلقہ القراٰن

یعنے رسولِ مقبولؐ کے اخلاق و اعمال اور آپکا کردار قرآن تھا۔ مطلب یہ کہ اگر حضورؐ کے اعمال و اخلاق کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآنِ مجید کو پڑھو، جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہی حضورِ اکرمؐ کے اخلاق تھے۔

غرضیکہ قرآن و سنت لازم و ملزوم ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ قرآن کے ساتھ صاحبِ قرآن کا ہونا ضروری و لابدی ہے تاکہ لوگ اس کے عملی نمونہ کی مدد سے اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

پس قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو چھوڑ کر مسلمان کامیابی و سربلندی اور امن و آشتی کا منہ ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مخبرِ صادق حضرت محمد مصطفیٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے آج سے قریباً چودہ سو سال قبل اپنی پیاری امت کو عظمت و سرخروئی اور رفعت و شوکت سے ہمکنار کرنے والے نسخۂ کیمیا سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

ترکت فیکم امرین
لن تضلّوا ما تمسّکتم
بھما کتاب اللہ وسنّۃ
رسولہٖ۔ (الموطا)

"میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل پیرا ہوگے کبھی ناکام و نامراد اور گمراہ نہ ہوگے، اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہے۔"

سرورِ کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اس فرمان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانوں کی عظمت و سربلندی اور ترقی و عروج، قرآنِ مجید اور اسوۂ رسولؐ کو مشعلِ راہ بنانے سے وابستہ ہے۔ لیکن آہ! کتنی تلخ ہے یہ حقیقت کہ زمانہ حال کے مسلمانوں نے حضورِ اکرمؐ کے اس ارشاد کو فراموش کر دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی برتری کی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

عزت و وقار کو کھو بیٹھے سے

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
(مسیح موعودؑ)

اس الم انگیز و روح فرسا حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ فی زمانہ امتِ مسلمہ کے انحطاط و زوال کی بنیادی اور اصل وجہ یہی ہے کہ اُس نے قرآن شریف کو پس پُشت ڈال دیا اور سُنتِ نبویؐ سے اعراض کر لیا۔

قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں نے سیدالانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کر زندگی کے ہر شعبہ میں فقید المثال ترقی کی اور مذہبی و سیاسی ہر دو لحاظ سے وہ پوری سلطنت دُنیا پر غالب آ گئے۔ تاریخ اسلام کی ورق گردانی بلکہ غیر مسلم مورخین و مصنفین کی آراء سے بھی اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان مادی اور روحانی دونوں اعتبار سے ساری دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ وہ زندگی کے ہر میدان میں غالب اور ممتاز حیثیت رکھتے تھے ان کو کامل طور پر امن وچین اور راحت و سکون کی فضا میسر تھی۔ علمی و عملی دونوں طور پر اُن کی قوت مسلمہ تھی اور اُن کی عظمت و شوکت کا یہ عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ کی طاقتور اور عظیم سلطنتیں اُن کے رعب و ہیبت سے لرزہ براندام تھیں۔ لیکن

اس کے برعکس آج یہی مسلمان ہر لحاظ انحطاط و ادبار کا شکار ہیں۔ نہ ماضی کی سی وہ شان وآن اور رعب و دبدبہ ہے اور نہ ہی اسلاف کی سی وہ وحدت و یک جہتی۔ جس نے انہیں ایک "بُنیانٌ مرصوص" بنا دیا تھا۔ اس کا سبب یہی ہے کہ امت نے فرمانِ نبوی کو بھلا کر قرآن و سنت سے منہ موڑ لیا ورنہ جس قوم کے پاس یہ نسخۂ کیمیاء ہو اور وہ اُس پر عمل بھی کرتی ہو، کبھی ہو نہیں سکتا کہ وہ قوم یوں زبوں حالی میں مبتلا ہو اور انتشار و افتراق سے دوچار ہو۔

خلفائے راشدین کے عہدِ سعادت میں نیز اس کے بعد تین سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں کا قرآن حکیم پر عمل پیرا ہو کر ہر شعبۂ حیات میں بے نظیر و عدیم المثال ترقی کرنا ہی اس امر کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ قرآنِ پاک ایک ایسا لائحہ عمل پیش فرماتا ہے جس میں

- قیامت تک کے لئے ساری نسلِ انسانی کی علمی و روحانی اور مادی ترقیات اور کامیابیوں کے اصول موجود ہیں۔
- جس کی تعلیمات فطرتِ انسانی کے عین مطابق اور قلوب کیلئے سکون بخش و طمانیت آفریں ہیں۔
- جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا امن و سلامتی اور صلح و محبت کا گہوارہ بن سکتی ہے اور
- جس پر ہر مذہب و ملت، ہر رنگ و نسل اور ہر ملک کے لوگ یکساں عمل کر سکتے ہیں۔

ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ ہم عقل و فکر اور غور و تدبر سے کام لے کر فرقانِ مجید کی تعلیمات کو سمجھیں اور موقع و محل کی مناسبت سے انہیں اپنی عملی زندگی میں بروئے کار لائیں۔ اور اس شعر کو حرزِ جان بنائیں ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ہاں علم و عرفان اور نور و حکمت کے موتیوں سے لبریز اس بحرِ بے کنار کے غواص کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلام پاک کے فرمان لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے مطابق اپنے اعمال و کردار کو بھی پاک و مطہر بنائے کیونکہ یہ کتاب پاک هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے یعنی پاکباز و مطہر اور حقیقی متقی لوگ ہی اس کے لطیف مضامین سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

ذیل میں امامِ زمان و مرسلِ ربانی سیّدنا حضرت احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ارشادات درج کئے جاتے ہیں جن سے قرآن و سنت کی اہمیت و افادیت اور مرتبہ و مقام پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ حضور علیہ السلام قرآنِ مجید کی غیر محدود روحانی و علمی تاثرات معارف و حقائق اور دائمی برکات و اعجاز نمائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کیساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآنِ شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو قرآنِ شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں ......۔ اس کتاب میں مخفی طور پر وہ سب سامان موجود ہے جو ہر ایک حالتِ زمانہ کے لئے درکار ہے۔ تو اِس صورت میں ہمیں ماننا پڑیگا کہ قرآن بلاریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے اور ہر ایک زمانہ کی ضرورتِ لاحقہ کا کامل طور پر متکفل ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۳۰۹ و ص۳۱۷)

پھر حضور علیہ السلام اپنی تصنیفِ لطیف کشتیٔ نوح میں بڑی تاکید اور جلال کے رنگ میں فرماتے ہیں:۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوعِ انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم .... آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔"

پھر اپنی اسی کتاب میں حضورؑ قرآن کریم کے مرتبہ و مقام اور اہمیت کو ان الفاظ میں واضح فرماتے ہیں:۔

"تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں (یعنی قرآنِ حکیم، سنتِ نبویؐ اور حدیث ناقل) سب سے اوّل قرآن ہے جس میں خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے..... سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:۔ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں...... تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہی ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہی۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے ...... پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے سامنے سب ہدایتیں ہیچ ہیں"۔

ہدایت کا دوسرا ذریعہ۔ سُنّت

"دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنت ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کیلئے کر کے دکھلائیں۔ مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر۔ لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے..... سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے۔ خدا تعالیٰ اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلاتِ مسائل کو حل کر دیا۔ .... سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہؓ کو ڈالدیا تھا..... اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے۔ جس پر ہزارہا مسلمانوں کو چلایا گیا"۔ (کشتی نوحؑ)

پس مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان بصیرت افروز ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں اپنے کھوئے ہوئے وقار کو از سرِ نو حاصل کرنے اور تلافیٔ مافات کا ذریعہ یہی ہے کہ ایک طرف تو سکولوں اور کالجوں میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کے سکھانے اور قرآن کریم کے معارف و حقائق کے سمجھانے کا بندوبست کیا جائے اور دوسری طرف مسلمان والدین کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی قوم و ملک کا مستقبل روشن اور درخشندہ بنانے کیلئے انفرادی طور پر بھی نونہالانِ ملّت کی دینی و علمی اور اخلاقی و جسمانی حالت کو بہتر اور پائیدار بنانے کی سعی کریں اور اُن کی زندگیوں میں اسلامی سیرت کا رنگ بھرنے کی پوری جد و جہد کریں۔

اِس زمانہ میں قرآنی علوم کی اشاعت و ترویج اور سنتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی حقیقی ذمہ داری خدائے بزرگ و برتر نے جماعت احمدیہ پر ڈالی ہے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی وہ آفتابِ عالم تاب ہے جو تا قیامت اپنی تابناک اور نورانی شعاؤں کے ذریعہ ساری دنیا کو منور کرتا رہے گا۔ (انشاء اللہ العزیز) احمدی والدین پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے نونہالوں کی علمی و عملی اور دینی تربیت ایسے رنگ میں کریں کہ بڑے ہو کر وہ دین کے زبردست مجاہد اور روشنی کے مینار بن کر دنیا کے ظلمت کدوں کو منور کر سکیں ٭

قرضے سے بچنے کا ایک نسخہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولوی نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مصریوں اور میرٹھ کی بھرتی کا اعلان ہوا۔ میں مردان میں اوور سیر تھا۔ وہاں سے قادیان پہنچ کر حضور سے اجازت چاہی کہ میں بھی بھرتی ہو کر مصر چلا جاؤں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ بنا ہوا روزگار مت چھوڑیں جب آگے انتظام ہو جائے۔ اور اجازت فرمائی۔ اگلی صبح جب میں مردان جانے کی اجازت لینے حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں مقروض ہوں۔ میرے لئے دعا فرمائی جائے۔ اس پر حضور نے کچھ تعجب اور حیرانی کا اظہار فرمایا۔ اور نصیحت فرمائی۔ کہ قرضہ سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ قرضہ ہمیشہ ایک ہی سے لو۔ اور جو کچھ ہاتھ میں آئے۔ پہلے قرض خواہ کو دو۔ اور اگر کچھ باقی بچے تو اسے خرچ کرو اور اگر باقی کچھ نہ بچے تو کسی دوسرے شخص سے قرض مت لو۔ اسی ایک ہی شخص کو قرض ادا کرتے جاؤ اور اسی سے پھر ضرورت کے وقت لو۔ ایک ہی شخص کے ساتھ معاملات کرنے سے قرضے کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ زیادہ لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے سے مقروض کبھی بھی قرضہ سے نجات نہیں پاتا۔ اور فرمایا اگر آپ اس پر عمل کریں گے۔ تو قرضہ سے بچے رہیں گے۔ اور زیادہ قرضخواہوں کے تقاضوں سے بے عزت نہیں ہوں گے۔ اور فرمایا کہ میں بھی آپ کیلئے دعا کروں گا۔

اس دن کے بعد اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق دی۔ اور میں قرضوں سے بچا رہا۔

(جمعدار فضل الدین۔ ربوہ)

تعزیتی قرارداد

الجمیعۃ العلمیۃ بالجامعۃ الاحمدیۃ کا یہ غیر معمولی اجلاس محترم قریشی محمد اسماعیل صاحب معتبر مرحوم کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

مرحوم ۱۹۰۶ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ سرکاری ملازمت کے دوران میں آپ نے مختلف مقامات پر سلسلہ کی اہم خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۷ء تک تحریک جدید میں بطور آڈیٹر کام کیا۔ اس کے بعد وقفِ جدید اور ادارۃ المصنفین میں بھی بطور آڈیٹر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مرحوم کے ایک فرزند مکرم قریشی مقبول احمد صاحب واقفِ زندگی ہیں جو ہمارے استاد ہیں۔ اور اس سے قبل سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ بھی رہ چکے ہیں ہم ممبران الجمیعۃ خدا تعالےٰ سے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ عطا فرمائے نیز جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ہم ہیں ممبران الجمیعۃ العلمیۃ بالجامعۃ الاحمدیۃ)

دُعائے مغفرت

• محترم چچا جان حکیم محمد ابراہیم صاحب مرحوم ماڑی گوجرانوالہ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور مقامی جماعت کے سابقون الاولون میں تھے۔ مورخہ ۱۳/۱۱/۶۴ بروز سوموار بقضائے الٰہی فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ حد درجہ ملنسار۔ مہمان نواز اور احمدیت کے شیدائی تھے۔ اور حضرت صوفی محمد بخش صاحب مرحوم صحابی کے فرزند اصغر تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لینے والے تھے۔ ہمارے خاندان میں یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری صحابی تھے۔ احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک لڑکا۔ تین لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(طالب دعا غمزدہ حکیم صوفی دین محمد سیکرٹری امور عامہ احمدیہ دارالشفا۔ گوجرانوالہ)

• میرے ماموں جان چوہدری کریم بخش صاحب برادر کلاں چوہدری سردار احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ احمد آباد (پنجاب) ضلع سیالکوٹ فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت ہی نیک اور بااخلاق اور مخلص احمدی تھے۔ احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار حکیم رحیم بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لاٹھیانوالہ ۱۹۲ ر۔ب)

نقد و تبصرہ

قبولِ احمدیّت کی داستان

از مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب آف منگلا۔ مولوی فاضل

جیسا کہ احباب کو علم ہے الحاج مولوی عزیز الرحمٰن صاحب آف منگلا آج سے دس برس قبل اپنے بہت سے رفقاء سمیت قبولِ احمدیت سے مشرف ہوئے تھے اور اب آپ بطور مربی سلسلہ دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ زیر نظر رسالہ میں آپ نے ان تمام ایمان افروز حالات و واقعات کا ذکر کیا ہے جو آپ کے لئے قبولِ احمدیت کا باعث بنے۔ آپ کی متعدد اردو اور عربی نظمیں بھی اس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ کا مطالعہ یقیناً احباب کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔ اور غیر از جماعت احباب میں تقسیم کرنے کیلئے بھی بہت مفید ہے۔

ضخامت ۶۴ صفحات۔ قیمت صرف ۲۵ پیسے (۴ر)

احباب مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب فرمائیں۔

ایک تبلیغی کتابچہ:۔ ایک تبلیغی کتابچہ مشتمل ۴۸ صفحات بعنوان "کلید حوالہ جات بائیبل" شائع ہوا ہے۔ جس میں مسئلہ نبوت۔ الوہیت مسیح، کفارہ کے متعلق تمام تردیدی حوالہ جات درج ہیں۔ اور عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے۔ تبلیغ کا شوق رکھنے والے احباب چار آنے کا خرچ ڈاک ارسال کر کے رسالہ بیرنگ ڈیل پہ مفت منگوالیں۔

(سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ گول منشی محلہ لائل پور)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:۔ پچھلے دنوں مکرم عبد المجید خان صاحب کاٹھگڑی کی وفات کی خبر شائع ہوئی تھی چونکہ میرا نام بھی عبد الحمید خان کاٹھگڑی ہے اس وجہ سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بقید حیات ہوں۔

(خاکسار (چوہدری) عبد الحمید خان کاٹھگڑی صحابی 2/T.D.A)

تقریب شادی:۔ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۴ء کو عبد الغفار صاحب قمر بی۔ اے ابن مکرم عبد اللطیف صاحب لون ٹھیکیدار بھٹہ ربوہ اور عابدہ شیریں صاحبہ بی۔ اے۔ بنت مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب ایگزیکٹو انجنیئر منگلا ڈیم کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ بارات مورخہ ۱۵ نومبر کو ربوہ سے راولپنڈی پہنچی اور اسی روز ربوہ واپس آئی۔ مورخہ ۱۶ نومبر کی شام کو مکرم عبد اللطیف صاحب لون نے وسیع پیمانے پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ چنیوٹ اور ربوہ کے گردونواح کے غیر از جماعت معززین بھی شریک ہوئے۔ دعوتِ طعام کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے دعا کرائی۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

نمایاں کامیابی:۔ عزیز کمال الدین حبیب احمد ابن مولوی روشن الدین احمد صاحب مبلغ مشرقی افریقہ نے بی۔ ایس سی آنرز زولوجی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے اور یونیورسٹی میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالےٰ عزیز کو آئندہ بھی دینی اور دنیوی ترقیات سے نوازے۔ اس کی یہ کامیابی ہر لحاظ سے خیر و برکت کا باعث ہو۔

(خاکسار نذیر احمد مبشر ربوہ)

درخواستہائے دُعا:۔ ٭ مکرم مولوی محمد شفیع صاحب آف ننکانہ صاحب ایک سال سے زائد عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان صاحب فراش ہیں کچھ دنوں سے ان کی طبیعت بے حد کمزور ہو گئی ہے۔ ٭ میری بھانجی عزیزہ جمال آرا خانم اور بھانجا ظفر السلام خان نے امسال امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ (سیدہ زہرہ بیگم حسین ایم اے بی ٹی۔ پرنسپل مریم صدیقہ انگلش اسکول حیدر آباد دکن) ٭ اللہ تعالےٰ نے مجھے امسال پی۔ سی ایس کے مقابلہ کے تحریری امتحان میں کامیاب فرمایا ہے۔ اب انٹرویو ہوگا۔ (حمید المحامد راولپنڈی)

٭ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ عاجز خانپور ال سے ۹ اکتوبر کو سائیکل پر تبلیغی سفر کے لئے روانہ ہوا تھا ہم ۲۸ میل کا سفر کر کے ۲۰ نومبر کو رحیم یار خان پہنچا۔ بقیہ سفر کراچی کے لئے تیار ہوں۔ (قمر ملوی) ٭ میرا لڑکا اعجاز احمد اعجاز عرصہ دو ماہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ (محمد اسمٰعیل ڈار مین بازار گنج مغل پورہ لاہور) احباب ان سب کے لئے دعا فرمادیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اہم اور ضروری خبروں کا خلاصہ

• لاہور ۲۶ نومبر — پاکستان میں ٹیلی ویژن سٹیشن کے قیام پر جاپان کے ایک ماہر مسٹر شمیزو نے اپنی رپورٹ حکومتِ پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مسٹر الطاف گوہر کو پیش کر دی ہے حکومتِ پاکستان نے جاپان کی حکومت سے درخواست کی تھی کہ وہ پاکستان میں ٹیلی ویژن پروگراموں کے امکانات کا جائزہ لینے میں مدد دینے کے لئے اپنے ماہرین بھیجے۔ یہ امداد کولمبو پلان کے ماتحت مانگی گئی تھی۔

جاپانی ماہروں نے لنڈی کوتل، لاہور، ڈھاکہ اور چٹا گانگ کے دورے کے بعد یہ رپورٹ مرتب کی ہے۔

جاپانی فرم نے ٹیلی ویژن پروگرام پیش کرنے کے لئے تجرباتی مشینوں کی تنصیب اور دیکھنے والوں کے لئے سیٹ مہیا کرنے کے اخراجات تو برداشت کئے ہیں۔ پاکستان کو اس سلسلے میں اپنے زرمبادلہ کے ذخائر میں سے کچھ صرف نہیں کرنا پڑا۔ اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو آئندہ تین برس میں دونوں صوبوں میں ٹیلی ویژن پروگراموں میں توسیع کر دی جائے گی۔

• راولپنڈی ۲۶ نومبر — وزیر قانون شیخ خورشید احمد نے بتایا ہے کہ حکومت نے ہر صدارتی امیدوار کو انتخابی مہم کے لئے ایک لاکھ روپے دینے کی رعایت ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ جمہوریت پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ صدارتی انتخاب جلد کرایا جائے۔

صدارتی امیدوار کو ایک لاکھ روپیہ دینے کی رعایت ختم کرنے کے اقدام کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ خورشید نے کہا کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس دفعہ کا سہارا لے کر ایسے امیدواروں کو نامزد کیا جائے جو کسی سیاسی جماعت کے نامزد کردہ نہ ہوں۔

• قاہرہ ۲۶ نومبر — متحدہ عرب جمہوریہ نے اسٹینلے ویل میں بلجیمی فوجوں کی مداخلت کی شدید مذمت کی ہے اور اس مداخلت سے پیدا شدہ نازک صورتِ حال پر غور کرنے کے لئے فوری طور پر افریقی وزرائے خارجہ کا اجلاس طلب کر لیا ہے۔ کل رات ایک سرکاری اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ اسٹینلے ویل میں بلجیمی چھاتہ بردار فوجوں کا اترنا کانگو کے داخلی معاملات میں غیر ملکی مداخلت اور طاقت کا ناجائز استعمال ہے۔ غیر ملکی طاقتوں کے اس اقدام سے کانگو کا مسئلہ حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملے گی بلکہ اس سے کانگو کے حالات اور نازک صورت اختیار کر لیں گے۔

• اقوامِ متحدہ (نیویارک) ۲۶ نومبر — کانگو (لیوپولڈ ویل) کے وزیر اعظم موسیٰ شومبے نے سیکرٹری جنرل اوتھان اور سلامتی کونسل کو ایک پیغام بھیجا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ انہوں نے حکومتِ امریکہ اور بلجیم کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ سٹینلے ویل سے سفید فام قیدیوں کی رہائی کے لئے ضروری مدد دیں۔ انہوں نے اپنے پیغام میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ مداخلت کی اجازت صرف سفید فام قیدیوں کی رہائی کے لئے دی گئی ہے۔

اقوامِ متحدہ میں کانگو کے ناظم الامور پیری نے کل اوتھان کو شومبے کا پیغام پہنچایا تھا۔ پیغام میں مزید کہا گیا ہے کہ میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اوتھان اور کونسل کے ارکان کو آگاہ کیا جائے کہ میری حکومت سٹینلے ویل میں غیر ملکی مقید باشندوں کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت سٹینلے ویل میں اقوامِ متحدہ کے ممبر ملکوں کے شہریوں اور اقوامِ متحدہ کے افسروں کو باغیوں نے یرغمال کے طور پر مقید کر رکھا ہے چنانچہ ان افراد کی رہائی کے لئے ہی میری حکومت نے امریکہ اور بلجیم کو ضروری امداد دینے کا اختیار دیا ہے۔

• نئی دہلی ۲۶ نومبر — بھارتی وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے کل پارلیمنٹ میں بتایا کہ اگر ہندوستان نے ایٹم بم بنانے کا فیصلہ کیا تو بھارت کی معیشت پر بھاری بوجھ آ پڑے گا۔ کل لوک سبھا میں امور خارجہ پر بحث میں مداخلت کرتے ہوئے مسٹر شاستری نے کہا کہ اگر ہندوستان نے ایٹم بم بنایا تو معیشی ترقی کی بھارتی کوششیں ناکام ہو کر رہ جائیں گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بھارت کو ایٹم بم بنانے کا طریقہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے طریقہ معلوم ہونا اور ایٹم بنانا دو مختلف چیزیں ہیں۔

• نئی دہلی ۲۶ نومبر — مسٹر ایم آر مسانی رکن پارلیمنٹ و جنرل سیکرٹری سوتنترا پارٹی نے چین کی ایٹمی طاقت کے پیشِ نظر مطالبہ کیا ہے کہ امریکہ سے اور اگر ممکن ہو تو روس سے فوجی سمجھوتہ کیا جائے مسٹر مسانی نے لوک سبھا میں امور خارجہ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ ملحقہ ممالک کے تعاون کے ساتھ ان دو ملکوں کو کہا جائے گا کہ وہ چین کے خلاف ایٹمی محاذ بنائیں۔ یہ ضروری ہے کہ چین کسی ہمسایہ ملک پر ایٹم بم پھینکنے میں پہل کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

• نئی دہلی ۲۶ نومبر — ہندوستان کے نائب وزیر دفاع مسٹر ڈی۔ ایس راجو نے کل پارلیمنٹ میں بتایا کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار ناگا سرحد پار کر کے برما چلے گئے ہیں اور اب مبینہ طور پر مشرقی پاکستان کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ مسٹر راجو نے کہا کہ ان ناگاؤں کی نقل و حرکت لڑائی بند کرنے کے اس سمجھوتے کے خلاف ہے جو بھارتی حکومت اور روپوش ناگاؤں کے درمیان ہوا تھا۔

• اٹاوہ ۲۶ نومبر — کینیڈا کے گورنر جنرل نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ مئی میں شاہِ ایران اور ملکہ فرح کینیڈا کا سرکاری دورہ کریں گے شہنشاہ ایران اور ملکہ فرح ۱۹ مئی سے ۲۲ مئی تک اٹاوہ میں قیام کریں گے۔ وہ کینیڈا کے باقی حصوں کا بھی دورہ کریں گے۔

راولپنڈی ۲۶ نومبر وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت ہندوستان کو متنبہ کیا ہے کہ وہ عقل اور ہوش سے کام لے اور مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کی کوشش سے خواہ مخواہ اس علاقہ میں جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوشش نہ کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت ہندوستان نے مقبوضہ کشمیر کو ضم کرنے کی کوشش کی تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔

وزیر خارجہ نے کہا کہ پاکستان کی حکومت بھارت سے اس قسم کی کارروائیوں کے خلاف متعدد احتجاج کر چکی ہے لیکن ہندوستان کی حکومت اس کے باوجود مقبوضہ کشمیر کو اپنے علاقہ میں شامل کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک غیر سرکاری بل جو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے بھارتی حکومت کی حکومت کی طرف سے اس کی تائید و حمایت کی جا رہی ہے تاکہ مقبوضہ کشمیر کے انضمام کے لئے راہ ہموار کی جائے۔

سیگاول ۲۶ نومبر کل یہاں تقریباً ایک ہزار بودھ طلباء نے وزیر اعظم وان ہوانگ کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ جو پولیس اور فوجی دستوں کی مداخلت کی بنا پر خونریز ہنگاموں کی شکل اختیار کر گیا مظاہرین جو شہر کے پانچ اسکولوں سے تعلق رکھتے تھے پولیس پر خشت باری کی اور دستی بم پھینکے جس سے متعدد سپاہی زخمی ہو گئے۔ اگرچہ فوجی دستوں پر پتھر پھینکے گئے لیکن انہوں نے کوئی سخت کارروائی نہیں کی کیونکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ مظاہرین کے خلاف طاقت استعمال نہ کریں۔

الجزیرہ ۲۶ نومبر اسٹینلے ویل پر بلجیمی فوجوں کے قبضہ اور کانگو کے داخلی معاملات میں امریکہ کی فوجی مداخلت کے خلاف افریقہ کے نو آزاد ممالک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور افریقی راہنما مغربی طاقتوں کے اس جارحانہ اقدام کا فیصلہ کرنے کے لئے مشترکہ کارروائی عمل میں لانے پر غور کر رہے ہیں۔

بلجیم کے وزیر خارجہ ایم پال ہنری سپاک نے ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ سٹینلے ول میں جن یرغمالی یورپینوں کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے ان کی تعداد تیس بنتی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ مغربی طاقتوں کے چھاتہ بردار فوجی سٹینلے ول کے علاوہ کانگو کے دیگر مقامات پر بھی مداخلت کریں گے تو انہوں نے کہا ممکن ہے کہ وہاں مقامات پر مداخلت کی جہاں یورپی باشندوں کی جان خطرے میں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ امریکہ اور بلجیم کے چھاتہ بردار فوجیوں نے سٹینلے ول سے پانچ سو بلجیمی باشندوں کو آزاد کرا دیا ہے۔ ان میں سے ساڑھے تین سو لیوپولڈ ول پہنچا دئیے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور بلجیم کے فوجیوں نے جن یورپی باشندوں کو باغیوں کے چنگل سے نجات دلائی ہے اگر وہ اپنے وطن واپس جانا چاہیں تو انہیں ہوائی جہاز میں ان کے وطن پہنچا دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا اندازہ ہے کہ یورپی باشندوں میں سے صرف پندرہ فیصد اپنے وطن جانے کے خواہش مند ہیں

لاہور ۲۶ نومبر پاکستان کا پہلا ٹیلی ویژن سٹیشن آج کام شروع کر رہا ہے اس کا افتتاح صدر ایوب آج سہ پہر کریں گے وزارت اطلاعات کے سیکرٹری مسٹر الطاف گوہر نے بتایا ہے کہ حکومت کوشش کرے گی کہ آئندہ تین سال میں کم از کم ایک لاکھ چالیس ہزار ٹیلی ویژن سیٹ کنٹرول نرخوں پر مہیا کئے جائیں مسٹر الطاف گوہر ٹیلیویژن سٹیشن کے افتتاح کے سلسلہ میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کل شام ٹیلیویژن اور ریڈیو اسٹیشن کی عمارت میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ ٹیلیویژن اسٹیشن تین ماہ کے آزمائشی تجربے کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے

اظہارِ تشکر

میں پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی کا جماعتِ احمدیہ گوجرانوالہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ہی ہماری جماعت کے ساتھ ہر طرح تعاون کرتی ہے اور احباب کے آرام اور سہولت کا خیال رکھتی ہے۔

(خاکسار خورشید احمد نائب امیر گوجرانوالہ)

انگلستان کی رائل سوسائٹی کی طرف سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کا اعزاز

طبعیات کے میدان میں نئی اور گرانقدر تحقیق پر "ہیوز میڈل" اور انعام کی پیشکش

یہ غیر معمولی تمغۂ امتیاز اور انعام ایک خصوصی تقریب میں ۳۰ نومبر کو آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا

انگلستان کی رائل سوسائٹی نے صدرِ پاکستان کے سائنسی مشیر، ایٹمی توانائی کے بین الاقوامی مرکز کے ڈائریکٹر اور امپیریل کالج آف سائنس لندن میں نظریاتی طبعیات کے پروفیسر محترم جناب ڈاکٹر عبدالسلام کو طبعیات کے میدان میں نئی اور نہائت گرانقدر تحقیق پر خراجِ عقیدت کے رنگ میں "ہیوز میڈل" (Hughes Medal) اور دو صد پونڈ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ تمغہ اور انعام ۳۰۔ نومبر ۱۹۶۴ء کو ایک خصوصی تقریب میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۲۰ء کے بعد سے آج تک دنیا کے جن نامور سائنسدانوں کو اس اعزاز کا مستحق گردانا گیا ہے ان میں چھ ایسے سائنسدان شامل ہیں جو مشہورِ عالم انعام "نوبل پرائز" حاصل کر چکے ہیں۔

مقادیر برقیات کی حرکت (Quantum Mechanics) اور اجسام مختلفہ کے بنیادی ذرات سے متعلق نظریہ (Theory of Fundamental Particles) کے بارہ میں محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی نہایت ہی گراں مایہ اور انقلاب انگیز تحقیق اور نئے اکتشافات کی بناء پر رائل سوسائٹی نے آپ کی خدمت میں یہ تمغہ اور انعام پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے تمغہ اور انعام کی شکل میں یہ خصوصی اعزاز مشہور برطانوی سائنسدان پروفیسر ڈیوڈ ہیوز آنجہانی (David Hughes) کی یادگار کے رنگ میں ہر سال کسی ایسے نامور سائنسدان کو خراجِ عقیدت کے طور پر دیا جاتا ہے جس نے طبعیاتی سائنس کے میدان میں کوئی نیا اور انقلاب انگیز نظریہ قائم کر کے اسے ثابت کر دکھایا ہو۔ پروفیسر ڈیوڈ ہیوز نے اِس غرض کے لئے ۱۹۲۰ء میں چار ہزار پونڈ رائل سوسائٹی کے نام وقف کئے تھے۔

پروفیسر سلام اقوامِ متحدہ کی ۱۸ ارکان پر مشتمل سائنسی مشاورتی کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کے بعد حال ہی میں لندن واپس آئے تھے۔ آتے ہی آپ اٹلی کے مقام ٹریسٹ (Trieste) روانہ ہو گئے جہاں اقوامِ متحدہ کی ایٹمی توانائی ایجنسی نے نظریاتی طبعیات کا ایک بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے اور آپ اُس مرکز کے سربراہ ہیں۔ ٹریسٹ سے آپ سویڈن تشریف لے جائیں گے کیونکہ وہاں کی یونیورسٹی میں آپ کو "عنصری ذرّات" پر لیکچر کے لئے مدعو کیا گیا ہے سٹاک ہالم میں آپ اپنے قیام کے دوران ایک خاص تقریب میں مہمانِ خصوصی کے طور پر شرکت فرمائیں گے۔ اینگلو سویڈش سوسائٹی اس تقریب کا اہتمام خاص آپ کے اعزاز میں کر رہی ہے۔ اس میں صدارت کے فرائض سکنڈے نیویا میں پاکستان کے سفیر لیفٹیننٹ جنرل ڈبلیو۔ اے برکی ادا کریں گے۔ آپ کے لندن واپس پہنچنے پر رائل سوسائٹی کی طرف سے ۳۰۔ نومبر کو آپ کی خدمت میں تمغہ اور انعام پیش کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو رائل سوسائٹی کی طرف سے ملنے والا یہ نیا اعزاز مبارک کرے اور آپ کو آئندہ بھی عظیم الشان ترقیات سے نواز کر سائنس کے میدان میں بنی نوع انسان کی ایسی بے نظیر خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے جو نہ صرف پاکستان کے لئے بلکہ پوری نوعِ انسان کے لئے فخر کا موجب ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی یہ بے نظیر سائنسی خدمات مغربی اقوام کو خدائے واحد کے آستانہ پر جھکانے کا ذریعہ بنیں اور وہ بھی پکار اُٹھیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔
سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اٰمین اللّٰھمّ اٰمین

چالیس روزہ صدقہ کی تحریک

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خاکسار نے ۷ اگست ۱۹۶۲ء کو انصار کو تحریک کی تھی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحتیابی کے لئے ۴۰ روز تک صدقہ کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ چنانچہ اس تحریک کے مطابق ۴۰ روز تک روزانہ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا جاتا رہا اور اسکے بعد سے اب تک ہر ہفتہ ایک بکرا صدقہ کیا جاتا ہے۔

خاکسار نے اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر تحریک کی تھی کہ دوبارہ چالیس روزہ صدقہ کا پروگرام بنایا جائے۔ چنانچہ بعض احباب نے وہیں پر کچھ رقوم بطور صدقہ دے دی تھیں۔

مَیں اس اعلان کے ذریعہ انصار کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ حضور ایدہ اللہ کی صحتیابی کے لئے صدقہ کی اس تحریک میں بھی دوبارہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور رقوم صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نام جلد بھجوائیں تاکہ حضور کی صحتیابی کے لئے پھر چالیس روز تک روزانہ صدقہ کیا جاسکے۔

خاکسار **مرزا ناصر احمد**

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

عشرۂ تربیت

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ نے یکم دسمبر تا ۱۰ دسمبر عشرہ تربیت منانے کا پروگرام بنایا ہے جملہ خدام ان امور کو خاص طور پر مدنظر رکھیں۔

۱۔ پانچوں نمازیں پورے تعہد اور التزام کے ساتھ باجماعت ادا کی جائیں۔
۲۔ نمازِ تہجّد ادا کرنے کی کوشش کریں۔
۳۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں۔
۴۔ دعا۔ ذکرِ الٰہی اور استغفار کثرت سے کریں۔
۵۔ سچ کو اپنا شعار بنائیں اور جھوٹ سے کلّی طور پر اجتناب اختیار کریں۔
۶۔ باہمی محبّت و اخوت قائم کی جائے اور ذاتی رنجش دور کر کے خدمتِ سلسلہ کے لئے ہر قسم قربانی کے لئے تیار رہیں۔
۷۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر رحم کیا جائے۔
۸۔ بدظنی اور غیبت وغیرہ عیوب سے ہر طور مجتنب رہیں۔
۹۔ السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالیں۔
۱۰۔ شعائرِ اسلامی کے قیام کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ٹکٹ سٹیج بر موقعہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر جو دوست سٹیج کا ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواست مع جملہ کوائف و وجہ استحقاق اور تصدیق و سفارش امیر یا پریذیڈنٹ جماعت (جو بھی صورت ہو) ۱۵۔ دسمبر تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ بعد میں آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔

۲۔ اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت نہیں ہوتی اور نہ ہی درخواست بھجوانے والوں کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے۔ جلسہ کے موقع پر آکر دوست دفتر سے پتہ کر سکتے ہیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴